REGD No P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶

شمارہ ۱۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۸ روپے

فی پرچہ ۱۵ پیسے

۴ ہجرت ۱۳۴۶ ہش	۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ	۴ مئی ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲ مئی ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۷ اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

— مورخہ ۲۴ اپریل بروز سوموار محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی ران پر پھوڑا ہوا تھا جو کہ میو ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا ہے جس سے ڈیڑھ پاؤ زہریلی رسولی نکالی گئی ہے۔ اپریشن کامیاب رہا۔ احباب جماعت کمال توجہ اور درد و الحاح سے بالالتزام دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۲ مئی ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان ۳ مئی ۔ ہمارے لئے یہ خوش نصیب درویش کہلانے والے مکرم قریشی عطاء الرحمن صاحب مکرم چوہدری عبدالحق صاحب اور مکرم قریشی عبداللہ درویشان فریضہ حج بیت اللہ کی ادائیگی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد ...... بخیریت واپس تشریف لے آئے اللہ تعالیٰ یہ مبارک کرے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کیرنگ (اڑیسہ) کے لئے احباب جماعت کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

مورخہ ۱۵/۱۶ اپریل کو کیرنگ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس موقعہ کے لئے مکرم سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ مقیم کیرنگ کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ کرم روح پرور پیغام احباب جماعت کے نام ارسال فرماتے ہوئے دعا فرمائی کہ "اللہ تعالیٰ یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت ثابت کرے"۔ پیغام کا مکمل متن مبلغ صاحب موصوف کی طرف سے اشاعت بدر کے لئے موصول ہوا ہے۔ جسے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ — (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

پیارے دوستو! عزیز بھائیو!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ ایک بار پھر اپنے ہاں جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہ دن اور یہ راتیں ذکر الٰہی۔ نوافل اور دعاؤں میں گذاریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اس کے حضور گڑگڑائیں۔ خدا کرے یہ اجتماع آپ سب کے لئے بہت بابرکت ثابت ہو اور اس علاقہ کی جماعتوں میں ایک نئی زندگی ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کا باعث ہو۔ آمین

اس زمانہ میں لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بظاہر قائل ہیں۔ اس کی قدرتوں اور اس کی طاقتوں سے ناواقف اور اس کی حقیقی معرفت سے محروم اور اسی وجہ سے مایوسی کے شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد احسان ہے کہ ہم نے اس زمانہ میں سیدنا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل حضور کے ایک ادنیٰ غلام اور فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ زندہ خدا کے زندہ نشانات بکثرت دیکھے اور ہر دو جہان خدا کی قدرتوں کے بے شمار جلوے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہماری عاجزانہ دعاؤں کو سنا۔ مشکل لمحوں میں ہماری مدد کو آیا اور اس نے ہماری نجات کے لئے غیر معمولی سامان پیدا کئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کی وجہ سے ہر مخلص احمدی کے دل میں خدا کے فضل سے خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرتوں پر زندہ اور کامل یقین ہے۔ اور اسے بفضلہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے۔ اسی لئے وہ مشکلات میں گھبراتا اور مایوسی کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک کامل یقین کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا اور اس سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے تقویٰ و طہارت اور دل کی پاکیزگی ضروری ہے۔ پس ایک مخلص احمدی جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا دل سے قائل ہوتا ہے۔ اور اس کی رحمتوں کا طلبگار جہاں خدا کے فضل سے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے لرزاں اور ترساں رہتے ہوئے تقویٰ اور طہارت کا اعلیٰ نمونہ بھی پیش کرتا ہے اور یہی اس جماعت کے قیام کی اصل غرض ہے جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے"۔

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء)

پس جہاں آپ خود اپنے اندر خدا شناسی اور پاکیزگی کے اعلیٰ معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ وہاں اپنے نیک نمونہ سے یہ حقیقی معرفت اور زندہ خدا پر زندہ یقین اور یہ تقویٰ و طہارت اپنے عزیزوں دوستوں اور ہمسایوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح کہ خدا سے روٹھی ہوئی یہ مخلوق پھر اس کے آستانہ پر جھک جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی سچی معرفت اسے بھی حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ضروری ہے کہ

"ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست اور مطابق رکھو جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں کر کے دکھایا ایسا ہی تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۸۹۹ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

یکم اپریل ۱۹۶۷ء

(دستخط) مرزا ناصر احمد

خلیفۃ المسیح الثالث

حاصل اسلام

سنو ہے حاصل اسلام کیا ہے
خدا کا عشق ہے اور جام ...
مسلماں تو بنا پھرتا ہے تقویٰ کے
کہاں ایمان ہے ... تقویٰ

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ناز آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۱۸ر مئی ۱۹۶۷ء

پنجاب بجلی بورڈ کے ملازمین کی پانچ روزہ ہڑتال

اور اس کا اثر

ہر چند کہ بدر ایک مذہبی پرچہ ہے اور سیاست ہمارا موضوع نہیں لیکن ایک مذہبی آدمی اپنے آپ کو اس ملک اور وطن سے الگ نہیں کرسکتا اور اپنے بھائیوں کی خیرخواہی اور بھلائی سے صرف نظر نہیں کرسکتا بلکہ بمقابلہ دوسرے لوگوں کے مذہبی آدمی ان باتوں میں زیادہ دلچسپی رکھتا اور ملک وملت کی فلاح و بہبود کا ہمیشہ متمنی اور اس کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ اسلام اور وطن کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ایسے موقعہ پر حق کی آواز بلند کریں اور اپنے خیالات اپنے ہم وطنوں تک پہنچائیں آگے ماننا یا نہ ماننا اُن کا کام ہے۔

ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر ہم کوئی ایسی بات دیکھیں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں اگر ہم اسے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو اس کے خلاف آواز بلند کریں خواہ اس آواز کا خاطر خواہ اثر ہو یا نہ۔ کم سے کم ہمارا اپنا ضمیر تو مطمئن ہوگا کہ جس کو ہم نے اچھا سمجھا اُس کا اظہار کر دیا باقی اُس پر عمل کرنا یا نہ کرنا اُن افراد کا کام ہے جن سے متعلق ہے۔

ان چند تمہیدی الفاظ کے بعد ہم بڑے دردمند دل کے ساتھ اپنے ہم وطنوں سے چند باتیں کہنی چاہتے ہیں جو ملک کی ترقی اور اس کی فلاح و بہبود کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت پنجاب بجلی بورڈ کے ملازمین نے لگاتار چار یا پانچ روز اجتماعی طور پر رخصت اتفاقیہ لے کر حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کی ہڑتال رکھی سوائے چند اہم مقامات میں جزوی طور پر بجلی چالو ہونے کے سارا پنجاب اور ہریانہ رات کے وقت تو جبراً مکمل طور پر بلیک آؤٹ رہا اور ساتھ ہی تمام قسم کے کارخانے اور نیز ٹیوب ویل جو بجلی سے چلتے ہیں ٹھپ رہے۔ اس ہڑتال سے جو نقصان پہنچا اُس کا اندازہ حسب ذیل خبر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

"پٹیالہ ۱۳ر اپریل پتہ چلا ہے کہ بجلی بورڈ کی آمدنی میں اس کے اپنے کرمچاریوں کی ہڑتال کی وجہ سے روزانہ پانچ لاکھ روپے کی کمی ہو رہی ہے صنعتی اور زرعی پیداوار کا نقصان اس سے الگ ہے۔" (پرتاپ ۱۴/۴ ص ۱)

ادھر ملک میں قحط سالی کے سے حالات ہیں۔ ادھر گندم کی فصل تیار ہو کر آ رہی ہے گاہنے اور پھر ساونی کی فصل کے لئے زمین تیار کرنے کا موقعہ ہے۔ آسمان پر روز ابر بادل منڈلاتے ہیں۔ زمینداروں کی جان سُولی پر ہے۔ پنجاب کا خوش حال اور دوراندیش کسان تیار شدہ فصل کو سمیٹ کر جلد گھر لانا یا منڈیوں میں پہنچانا چاہتا ہے۔ اس نے کافی روپیہ خرچ کر کے بجلی سے دانے نکالنے والی مشین نصب کرائی اور نئی فصل کی سینچائی کے لئے ٹیوب ویل لگائے مگر یہ سب بے کار پڑے رہے عین اسی وقت بجلی کے ملازمین نے اپنے مطالبات منوانے کا فیصلہ کر لیا۔

ہمیں ملازمین کے مطالبات سے ہمدردی ہے۔ ہمارے نزدیک اول نمبر پر متعلقہ افسران کا کام تھا کہ ان کو شکایت ہی پیدا نہ ہونے دیتے چہ جائیکہ ہڑتالوں کی نوبت آتی۔ دوسرے یہ کہ اگر قانون ایک حد تک ایسے طریق اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو ملازمین کو ملک کے وسیع مفاد کی خاطر یا تو ہڑتال کو کسی اور وقت پر ملتوی رکھتے یا اس قدر لمبا نہ کرتے جس سے ملکی معیشت خاص طور پر متاثر ہوتی اور عام جنتا کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا

یہ بات صرف بجلی کے ملازمین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اگر ہم اسی پہلو سے ملک کے ماضی قریب پر نگاہ کریں تو ایسی مثالوں کا ایک سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ سارے ملک میں کبھی یہاں اور کبھی وہاں طلباء کے مظاہرے ہوئے جن میں توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات روز مرہ کا معمول بن گیا۔ حالانکہ یہ نوجوان وہ تھے جن کے کندھوں پر مستقبل میں ہمارے ملک کی ذمہ داری کا بوجھ پڑنے والا ہے لیکن بجائے اس کے کہ اپنی آئندہ ذمہ داریوں کی فکر میں سنجیدگی کے ساتھ تیاری کرتے۔ غیر ذمہ دارانہ طریق سے مظاہرے کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے رہے

پھر بمبئی بند۔ کلکتہ بند۔ دہلی بند۔ فلاں علاقہ بند فلاں شہر بند کی تحریکیں بھی آپ کے سامنے ہوئیں۔ ان سب قسم کی ایجی ٹیشنوں اور ملک بند ہڑتالوں سے ملکی معیشت متاثر ہونے کے ساتھ قومی جائیدادوں کو جو نقصان پہنچا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ابھی جو پولیس کے ملازمین نے دہلی میں مظاہرے کئے وہ یقیناً اس محکمہ کی تاریخ میں پہلی مثال ہے وہ محکمہ جو لا اینڈ آرڈر کا محافظ اور نگران سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ملازمین اپنے مطالبات منوانے کے لئے اسی راہ پر چل پڑے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

خطبہ جمعہ کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

منجانب نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

امراء جماعت ہائے مقامی پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے یہ ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن کا اجتماع ایک ایسا اجتماع ہے جس میں قریباً جماعت کے سب افراد ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ دیگر مواقع بہت کم ایسے ہوتے ہیں کہ جماعت کے صاحبان کے اکثر دوست ایک جگہ جمع ہو سکیں۔

خطبہ جمعہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خطیب ایسے مقامی مسائل کے متعلق وعظ بیان کرے جن کے لئے حالات اور وقت کا تقاضا ہو۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کا نظام قائم ہے۔ اس لئے خلیفۂ وقت کے خطبات جو کہ وقت کی ضرورت کے مطابق جماعتی ترقی جماعتی تربیت اور تبلیغی پروگرام پر مشتمل ہوتے ہیں جماعت کے ہر فرد تک پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے طریق یہی ہونا چاہیئے کہ ہر جماعت کا خطیب خواہ وہ امیر جماعت ہو یا صدر جماعت یا مبلغ ہو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جو کہ الفضل اور بدر میں شائع ہوتا ہے قریب ترین جمعہ میں سب جماعت کے سامنے پڑھ کر سنایا جائے۔ اور اگر کوئی مقامی مسائل ایسے ہوں جن کا بیان کرنا از حد ضروری ہو تو ایسے مسائل خطبہ شروع کرنے سے پہلے بیان کر دیئے جائیں یا خطبہ ثانیہ میں ان کو بیان کر دیا جائے۔ اور اگر حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہوں کہ مقامی مسائل کا بیان کرنا بڑا ضروری سمجھا جائے۔ اور وہ اتنے تشریح طلب ہوں کہ خطبہ جمعہ کا سارا وقت ان کے لئے درکار ہو تو پھر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ خطبہ اگلے جمعہ میں پڑھ کر سنایا جائے۔ ہر جماعت میں الفضل یا بدر تو ضرور آتا ہوگا جن میں حضور کے خطبات شائع ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ضروری اقتباس درج کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو واضح کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنا دیا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا کام یہی ہونا چاہیئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ تفصیلاً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ نے جماعت کی اصلاح کا کام کیا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل جلد ۲۷ مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۹)

اس مضمون کی وضاحت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی تھی کہ خلیفۂ وقت کی ہر تقریر اور خطبہ جماعت کے ہر فرد تک پہنچنا ضروری ہے

اس وضاحت کے بعد نظارت ہذا جملہ امراء صدر صاحبان مبلغین کرام اور خطیب صاحبان جو اپنی جماعتوں میں خطیب مقرر ہوں کو توجہ دلاتی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ہر حال جماعت کے سامنے پڑھا جائے اور اپنے خطبات پر حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کو ترجیح دی جائے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں حضور کے منشاء مبارک کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کے تیئیس ۲۳ عظیم الشان مقاصد

اِن مقاصد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خاص اور گہرا تعلق ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ر مارچ ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۝ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

(آل عمران ۹۷-۹۸)

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (بقرہ ع ۱۵)

اس کے بعد فرمایا۔

میں نے اپنے اس مضمون کو عید الاضحیٰ کے روز شروع کیا تھا اور بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ عہد لیا

کہ وہ اور ان کی نسل ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیوں کو وقف کر کے ان ذمہ واریوں کو نباہیں گے جو بیت اللہ کی تعمیر سے تعلق رکھتی ہیں اور تدبیر اور دعا سے یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو توفیق عطا کرے کہ جب خدا تعالیٰ کا آخری شارع نبی دنیا کی طرف مبعوث ہو تو وہ اسے قبول کریں اور اسلام کے قبول کرنے کے بعد جو انتہائی قربانی اس قوم کو خدا تعالیٰ کے نام کے بلند کرنے کے لئے دینی پڑے وہ قربانی خدا تعالیٰ کی راہ میں دیں۔

میں نے بتایا تھا کہ بیت اللہ کے ساتھ بہت سی اغراض اور بہت سے مقاصد وابستہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نظر آتا ہے۔ اور جن کا تعلق حقیقۃً نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہے۔ یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں جب ان کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں

مندرجہ ذیل مقاصد نظر آتے ہیں

جن مقاصد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کروائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے قریباً اڑھائی ہزار سال تک وہ قربانیاں لیتا چلا گیا پہلی غرض وُضِعَ لِلنَّاسِ میں بیان ہوئی ہے دوسری مُبَارَكًا میں تیسرے هُدًى لِلْعَالَمِينَ میں ایک مقصد بیان ہوا ہے۔ چوتھے آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ۔ پانچویں مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ۔ چھٹے مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ ساتویں وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ آٹھویں جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ۔ نویں وَأَمْنًا۔ دسویں وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔ گیارھواں مقصد طَهِّرَا بَيْتِيَ میں بیان کیا گیا ہے بارھواں مقصد طَائِفِينَ کے لفظ میں ہے۔ تیرھواں مقصد عَاكِفِينَ کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ چودھواں مقصد وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ پندرھواں مقصد رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا میں بیان ہوا ہے۔ سولھواں مقصد وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ میں بیان کیا گیا ہے۔ سترھواں مقصد رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں بیان ہوا ہے۔ اٹھارھواں مقصد السَّمِيعُ کے اندر بیان ہوا ہے۔ انیسواں مقصد الْعَلِيمُ کے اندر بیان ہوا۔ بیسواں مقصد وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ میں بیان ہوا ہے۔ اکیسواں مقصد وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں بیان ہوا ہے۔ بائیسواں مقصد وَتُبْ عَلَيْنَا میں بیان ہوا ہے اور تیئیسواں مقصد رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ

وہ پہلا گھر جو لِلنَّاسِ وضع کیا گیا ہے بنایا گیا ہے مکہ میں ہے مختلف روایات اور قرآن کریم کی آیات میں جو مضمون مختلف جگہوں میں بیان ہوا ہے اس سے

میرے ذہن نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے

کہ جب ہمارے آدم کی پیدائش اور بعثت ہوئی (میں نے ہمارے آدم کے الفاظ اس لئے استعمال کئے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ لاکھوں کے قریب آدم اس دنیا میں پیدا ہوتے رہے ہیں جو آدم پہلے گزرے تھے۔ ان کی اولاد میں سے بعض کو اولیائے اُمت نے اپنے کشف میں دیکھا بھی ہے۔ جن کا انہوں نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے) اس وقت دنیا ایک مختصر سے علاقہ میں آباد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے سب انسانوں کے لئے اپنی حکمت کاملہ سے آدم پر یہ وحی نازل کر کے بیت اللہ کی تعمیر کروائی۔ ایک گھر بنوایا۔ اور اس گھر کو تمام بنی نوع انسان کے ساتھ متعلق کر دیا۔ جو اس آدم کی اولاد میں سے تھے۔ لیکن بعد میں جب یہ نسل بڑھی اور پھیلی اور دنیا کے مختلف خطوں کو انہوں نے آباد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی

روحانی اور ذہنی نشوونما کو مدنظر رکھتے ہوئے

ہر قوم اور ہر خطہ میں علیحدہ علیحدہ انبیاء بھیجنے شروع کئے تا ان کو ان راہوں پر چلانے کی کوشش کریں جن راہوں پر چل کر خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اپنی استعداد کے مطابق عبودیت کی ذمہ داریوں کو نباہ سکتا ہے۔ اور احادیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس دنیا میں ایک لاکھ سے اوپر انبیاء گزرے ہیں تو جب آدم کی اولاد اس طرح منتشر اور متفرق ہو گئی تھی علیحدہ علیحدہ قوم بن گئی تھی جن کے اپنے اپنے نبی تھے۔ انہوں نے اس گھر کی طرف توجہ دینی چھوڑ دی جو ابتداءً تمام بنی نوع انسان کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ اور اس سے اس قدر بے توجہی برتی کہ

حوادث زمانہ کے نتیجہ میں

اور مرمت اور آبادی نہ ہونے کی وجہ سے اس گھر (بیت اللہ) کے نشان تک مٹ گئے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء پورا ہونے کا وقت آیا کہ پھر تمام دنیا کو دینِ واحد پر جمع کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو از سر نو تعمیر کروایا اور اس گھر کی حفاظت کے لئے حضرت ابراہیم [illegible] اور ان کی نسل کو [illegible] [illegible] کیا تا ایک قوم اس بیت اللہ سے تعلق [illegible] انہیں پیدا ہو جائے [illegible]

جن کے اندر وہ تمام استعدادیں پائی جاتی ہوں جو اس قوم میں پائی جانی چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی پہلی مخاطب ہو۔ چنانچہ اڑھائی ہزار سال تک دعاؤں کے ذریعہ سے اور وقف کے ذریعہ سے

ایک ایسی قوم تیار ہوئی

جو اگر خدا تعالےٰ کی بن جائے تو اس کے اندر تمام وہ استعدادیں پائی جاتی تھیں جو روحانی میدانوں میں بھی زبردست انقلاب کی راہ بناتی اور قیادت کر سکتے اور چونکہ یہ استعدادیں اور قوتیں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں۔ ان کے غلط استعمال سے فتنہ عظیمہ بھی پیدا ہو سکتا تھا اس لئے جب تک وہ گمراہ رہے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی ایذا پہنچائی کہ پہلی کسی امت نے اپنے نبی کو اس قسم کی ایذا نہیں پہنچائی غرض ان کے اندر استعدادیں بڑی تھیں ایک وقت تک وہ چھپی رہیں۔ ایک وقت تک شیطان کا ان پر قبضہ رہا لیکن جب وہ سوئی ہوئی استعدادیں بیدار ہوئیں اور انہوں نے اپنے رب کو پہچانا تو دنیا نے وہ نظارہ دیکھا کہ اس سے قبل کبھی کسی انسان نے

خدا تعالےٰ کی راہ میں

اس قسم کی قربانیوں کا نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ غرض یہ قوم وہ قوم تھی۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں اور ان کی دعاؤں اور ان کی نسل کی قربانیوں اور ان کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

غرض وَضِعَ لِلنَّاسِ کا مفہوم حقیقی معنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ تمام اغراض و مقاصد جو بیت اللہ سے متعلق ہیں وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے یہ بتایا تھا کہ میں اس گھر کی جو میرا گھر ہے از سر نو تعمیر ان اغراض کے پیش نظر کروا رہا ہوں اور اس کے لئے تمہیں قربانیاں دینی پڑیں گی۔

غرض

پہلا مقصد جس کا تعلق بیت اللہ سے ہے

یہ ہے کہ یہ بیت اللہ جو سب سے پہلا خدا کا گھر ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے تمام بنی نوع انسان کے دینی اور دنیوی فوائد رکھے ہوئے ہیں۔ وُضِعَ لِلنَّاسِ یعنی تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے اس کی تعمیر کی گئی ہے۔ یہاں سے دنیا کی اقوام بلا امتیاز رنگ بلا امتیاز نسل اور قطع نظر ان امتیازات کے جو ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیتے ہیں تمام اقوام عالم اس گھر سے دنیوی فوائد بھی حاصل کریں گی اور دینی فوائد بھی حاصل کریں گی۔ یہ پہلی غرض ہے اس گھر کی از سر نو تعمیر کے۔

دوسری غرض بیت اللہ کی تعمیر سے یہ ہے

کہ ہم ایک ایسے گھر کو (بیت اللہ کو) "مُبَارَکًا" بنانا چاہتے ہیں۔ اور مُبَارَکًا اس مقام کو کہتے ہیں جو نشیب میں ہو اور اگر بارش ہو تو چاروں طرف کا پانی وہاں آ کر جمع ہو جائے۔ چونکہ یہاں بارش کے مرفوع معنی اللہ تعالےٰ بات نہیں کر رہا۔ بلکہ انسان کی دینی اور دنیوی ترقیات اور بہبود کے بات ہو رہی ہے اس لئے یہاں "مُبَارَکًا" کے معنے دو ہیں۔ ایک یہ کہ تمام اقوام عالم کے نمائندے اس گھر میں جمع ہوتے رہیں گے اور دوسرے یہ کہ ہم نے بیت اللہ کو اس لئے تعمیر کروایا اور اسے معمور رکھنے (آباد رکھنے) کا فیصلہ کیا ہے کہ یہاں ایک ایسی شریعت قائم کی جائے گی یہاں ایک ایسا آخری شریعت والا نبی مبعوث کیا جائے گا کہ جس کی شریعت میں تمام ہدایتیں اور صداقتیں (روحانی) جو مختلف اقوام کی شریعتوں میں متفرق طور پر پائی جاتی تھیں پھر اکٹھی کر دی جائیں گی اور کوئی ایسی صداقت نہ ہوگی جو اس شریعت سے باہر رہ گئی ہو۔ پس فرمایا کہ روحانی لحاظ سے ہم اس "بیت اللہ کو "مُبَارَکًا" بنانا چاہتے ہیں اور ہماری یہ غرض ہے کہ یہ مولد ہوگا ایک ایسی شریعت کا کہ تمام انبیاء کی شریعتوں میں جو ہدایتیں متفرق طور پر پائی جاتی ہوں گی اور اس کے ساتھ برکت بھی ہوگی یعنی وہ تمام چیزیں جو پہلوں کے لئے ضروری نہیں تھیں اور وہ انہیں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ صداقتیں بھی اس میں بیان ہوں گی اور ایک کامل اور مکمل شریعت ہوگی جو تمام قوم کے فائدہ کے لئے قائم کی جائے گی اور یہ جو گھر ہے اور یہ جو بیت اللہ ہے یہ اس کامل اور مکمل اور ابدی شریعت کے لئے ام القریٰ ٹھہرے گا

تیسری غرض

بیت اللہ کے قیام کی ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن میں بیان کی گئی ہے آپ اس بات کو مد نظر رکھیں کہ ان آیات کے شروع میں بیان کیا گیا تھا۔ وُضِعَ لِلنَّاسِ کہ تمام دنیا۔ تمام اقوام اور تمام زبانوں کے لئے ہم اس گھر کو تیار کر رہے ہیں تمام اقوام کے ساتھ اس کا جو تعلق ہے اس کا اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں بار بار دہرایا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیسری غرض اس گھر کی تعمیر سے یہ ہے کہ ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا موجب یہ بنے۔ لفظ ھُدًی کے معنوں میں بھی عالمین کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ عقل اور فراست اور علم اور معارف جو مشترک طور پر سارے انسانوں کا حصہ ہیں ان کو ہدایت کہتے ہیں اس کے بغیر آگے روحانی علوم چل ہی نہیں سکتے کیونکہ جس میں مثلاً عقل نہ ہو۔ وہ پاگل ہو جائے اس کو مرفوع القلم کہتے ہیں یعنی اب اس کے اوپر شریعت کا حکم نہیں رہا۔ غرض عقل جیا وہ ہے شریعت کی اور ان معانی کی جو اس لفظ ہدایت کے اندر پائے جاتے ہیں پس اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہم اس گھر کے ذریعہ سے یہ ثابت کریں گے کہ تمام اقوام عالم عقل کے لحاظ سے اور فراست کے لحاظ سے اور معارف کے لحاظ سے اور علوم کے لحاظ سے ایک جیسی قابلیت رکھتی ہیں۔ کسی قوم کو اس لحاظ سے کسی دوسری قوم پر برتری نہیں ہے

اس میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے

کہ جس زمانہ میں حقیقتاً ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن کا جلوہ دنیا پر ظاہر ہوگا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد۔ اس وقت بعض قومیں دنیا میں ایسی بھی پیدا ہو جائیں گی جو یہ کہنے لگیں گی کہ ہم زیادہ عقلمند ہیں ہمارے اندر زیادہ فراست اور علوم حاصل کرنے کی زیادہ قابلیت ہے اور بعض قومیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے بنایا ہی اس غرض سے ہے کہ وہ ہماری محکوم رہیں تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس گھر کے ذریعہ سے ہم ثابت کریں گے کہ اپنی عقل اور فراست اور بنیادی علوم کے لحاظ سے قوم قوم میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالےٰ نے تمام بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے جس عقل کی جس فراست کی جن معارف کی اور جن علوم کی ضرورت تھی وہ سب اقوام کو برابر دیئے ہیں یا ان کے اندر برابر کی استعدادیں ہیں فرد فرد کی استعدادوں میں تو فرق ہو سکتا ہے لیکن کسی ایک قوم کو دوسری قوم پر برتری حاصل نہیں۔

دوسرے معنی ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن کے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس بیت اللہ کے مقام سے قرآن کریم کا نزول شروع کرے گا کیونکہ مفردات راغب میں ہے کہ ہدایت کے ایک معنی یہ ہیں وہ آسمانی ہدایت کہ جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے ذریعہ اور بالخصوص قرآن کریم کے نزول کے ساتھ بنی نوع انسان کو بلایا ہے۔ اور یہ ہدایت کے راستے ہیں جن پہ چل کر انسان جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔ جو ہدایت کے معنوں میں تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور پہلے تمام انبیاء ایک سے شریک ہیں لیکن ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن کے معنی سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی پر چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ باقی تمام انبیاء اپنے زمانوں اور اپنی اقوام کی طرف مبعوث کئے گئے تھے پس یہاں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ بیت اللہ قرآن کریم کے نزول کی جگہ ہے۔ یہاں سے قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوگا۔ اس غرض سے ہم اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور اس کی تطہیر وغیرہ کا سلسلہ پیدا کر رہے ہیں۔

ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن کے تیسرے معنی

یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ ایک ایسا مقام ہے کہ یہاں اس شریعت کی ابتدا ہوگی جو انسان پر غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے گی کیونکہ ہدایت کے تیسرے معنی امام راغب کے نزدیک یہ ہیں کہ ایک شخص جب ہدایت کی راہوں پر چل کر بعض اعمال صالحہ بجا لاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کو مزید ہدایت کی توفیق عطا کرتا ہے جو عمل صالحہ کے نتیجہ میں بہتر اور جو اللہ تعالےٰ کو نسبتاً زیادہ محبوب عمل صالح ہے اس کی توفیق اس کو مل جاتی ہے یعنی تدریجی طور پر انسان کو روحانی ترقیات کے مدارج پر چڑھاتی چلی جائے گی اور اس ہدایت کے ذریعہ سے غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے جائیں گے اور پھر یہ فرمایا کہ بیت اللہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ ھُدًی لِلْعٰلَمِیْن (اپنے تیسرے معنی کے لحاظ سے) ایک ایسی امت مسلمہ پیدا ہو جائے گی جس کو اللہ تعالےٰ کے وہ انعامات ملیں گے جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں ملے اور قیامت تک بنی نوع انسان کو اس قسم کے کامل اور اکمل اور مکمل ثواب اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں ملتی چلی جائیں گی کیونکہ ہدایت کے چوتھے معنی امام راغب نے یہ لکھے ہیں۔

الھدایۃ فی الاٰخرۃ الی الجنۃ

چونکہ ان کے نزدیک صرف آخرت میں ہی جنت ملتی ہے اس لئے انہوں نے " فی الاٰخرۃ " کے الفاظ (میرے نزدیک) اپنے اس عقیدے کی وجہ سے زائد کر دیئے ورنہ

لغوی لحاظ سے اس کے یہی معنی ہیں

الھدایۃ الی الجنۃ یعنی جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ غرض اسے حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ جنت صرف اُخروی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اس دنیوی زندگی میں بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ بیت اللہ کو ہم اس لئے کھڑا کر رہے ہیں اور اس کی حفاظت کے ہم اس لئے سامان پیدا کر رہے ہیں کہ یہاں ایک ایسی امت جنم لے گی جو ثواب اور جزا ان کو ملے گی اور خدا تعالیٰ کی جو جنت ان کے نصیب میں ہو گی وہ پہلی قوموں کے نصیب میں نہیں ہوئی ہو گی یعنی بہترین نتیجہ جو انسانی زور و مادی عمل کا نکل سکتا ہے وہ اس امت کے اعمال کا نکلے گا کیونکہ جو شریعت ان کو دی گئی ہے۔ وہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ پہلوں کی شریعتیں چونکہ نسبتی طور پر ناقص تھیں۔ اگر ان پر پورے طور پر عمل بھی کیا جاتا تو ان کا نتیجہ حقیقتاً کبھی وہ نہیں نکل سکتا تھا جو نتیجہ اس عمل کا نکل سکتا ہے جو ایسی شریعت کے مطابق ہو جو پورے طور پر کامل ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ھدًی للعٰلمین۔ اس گھر سے جس عالمگیر شریعت کا چشمہ پھوٹے گا۔ اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں "الجنۃ" ایک کامل جنت انسان کو ملے گی۔ اس دنیا میں بھی اور اخروی دنیا میں بھی۔ (پس تیسری غرض (جو آگے بعض ذیلی اغراض میں تقسیم ہو جاتی ہے) بیت اللہ کے قیام کی ھدًی للعٰلمین ہے

چوتھا مقصد

اس گھر کی تعمیر کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ آیاتٌ بیّنٰتٌ ہے قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم خاص قسم کی آیات بیّنات کا وعدہ انسان کو دیتا ہے یا ان کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتا ہے تو یہاں میرے نزدیک آیات بیّنات کے عام معنی نہیں ہیں بلکہ یہاں وہ آیات بیّنات مراد ہیں جو اس پہلے گھر سے تعلق رکھتی ہیں جو "وضع للناس" ہے۔ جو "مبارک" ہے۔ اور جو "ھدًی للعٰلمین" ہے اس مفہوم کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا فیہ اٰیٰتٌ بیّنٰتٌ اور اس کے معنی یہاں یہ ہیں کہ اس گھر سے تعلق رکھنے والی ایسی آیات اور بیّنات ہوں گی اور یہ گھر ایسے نشانات اور تائیدات سماوی کا منبع بنے گا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گی جو آیات اور بیّنات پہلے انبیاء یا ان کی قوموں کو دیئے گئے وہ اپنے اپنے وقت پر ختم ہو گئیں اور پہلی امتوں میں سے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی منطقی اور غیر تسلی بخش دلیل ڈھونڈھ کر یہ دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق قائم نہیں ہو سکتا کہ انسان اس کے قرب کو۔ اس کی وحی کو۔ سچے رؤیا اور کشوف کو اور آئندہ کے متعلق پیشگوئیوں کو حاصل کر سکے تو قرب کے ان دروازوں کو پہلی ہر امت نے اپنے پر بند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک ایسی امتِ مسلمہ کا قیام بیت اللہ کی تعمیر سے مدنظر ہے کہ قیامت تک ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نشانات اور استجابت دعا اور قربانیوں کا دنیا میں پھل پانے کے نتیجہ میں وہ امت دنیا پر یہ ثابت کرتی رہے گی کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ ایک طاقت ور خدا ہے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا اور بے حد پیار کرنے والا خدا ہے وہ ایسے بندوں کو جو اس کے سامنے جھکتے ہیں ضائع نہیں کرتا اور ان سے تعلق کو وہ قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اور دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ یہ میرا محبوب بندہ ہے۔ وہ اس پر وحی کرتا ہے۔ کشوف و رؤیا اسے دکھاتا ہے۔ وہ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ایسے بندے اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جو قیامت تک یہ ثابت کرتے رہیں گے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے آیات بیّنات کو حاصل کرتے ہیں

پانچویں غرض

جس کا تعلق بیت اللہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ یہ مقام ابراہیم ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دیکھو ہمارے بندے ابراہیم (علیہ السلام) نے اور بیٹوں نے اس کی نسل میں سے انقطاع الی اللہ کر کے اور تعشّق باللہ اور محبت الٰہی میں محو ہو کر سچے عاشق اور محب کی طرح اسلمت لرب العٰلمین کا نعرہ لگایا اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن گیا ہم نے اس بیت اللہ کی آبادی کا اس لئے انتظام کیا ہے کہ اس کے ذریعہ عشاقِ الٰہی کی ایک ایسی جماعت پیدا کی جاتی رہے جو تمام حجابوں کو دور کر کے اور دنیا کے تمام علائق سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کے لئے اپنی مرضیات سے ننگے ہو کر اور تمام خواہشات کو قربان کر کے فنا فی اللہ کے مقام کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس عبادت کو احسن طریق پر اور کامل طور پر ادا کرنے والے ہوں جس کا تعلق محبت اور ایثار سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ

عبادت دو قسم کی ہوتی ہے

ایک وہ عبادت ہے جو تذلل اور انکسار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور ایک وہ عبادت ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر قائم ہے۔ ہماری نماز جو ہے یہ اس قسم کی عبادت ہے جو تذلل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نماز دعا ہے اور دعا کے لئے انتہائی تذلل اور انکسار کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جس شخص کے دماغ میں اپنے رب کے مقابلہ میں ایک ذرہ بھی تکبر ہو اس کی دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔ پس ہماری نمازیں صرف اس صورت میں عبادت بنتی ہیں کہ جب وہ حقیقتاً تذلل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہوں۔ اس کے مقابلہ میں دوسری عبادت وہ ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عبادت جس کا تعلق تعمیر کعبہ سے ہے جس کا تعلق حفاظتِ کعبہ سے ہے اور جس کا تعلق بیت اللہ کے لئے خود کو اور اپنی اولاد کو وقف کر دینے کے ساتھ اور اس کے لئے دعائیں کرنے کا تعلق ہے۔ یہ محبت والی عبادت ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور خدا تعالیٰ کے عشق کا جو مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ عدیم المثال تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مقام ابراہیم ہے اس مقام سے ہم ایک ایسی امت پیدا کریں گے جو لاکھوں کی تعداد میں ہو گی اور ہر زمانہ میں پائی جاتی ہو گی اور اس امت کے کسی فرد کا اگر تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے ساتھ مقابلہ کرو گے تو اس کو ان سے کم نہیں پاؤ گے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ

کے نتیجہ میں اس قوم نے پیدا ہونا تھا۔ لیکن اس قوتِ قدسیہ کے جو اثرات ہیں ان کو دنیا میں مؤثر طریق پر پھیلانے کے لئے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے خانہ کعبہ کی بنیاد از سر نو رکھی گئی تھی۔ تو یہاں یہ فرمایا کہ ظاہری شکل حج کے ارکان کی، اس عبادت کی خود بھی ایسی ہے جس کا تعلق محبت سے ہے۔ مثلاً طواف کرنا ہے۔ اب یہ تخیل قریباً ساری اقوام میں پایا جاتا ہے کہ جب کسی کے لئے جان کی قربانی دینا ہوتی ہے تو اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ہمارے نبی بادشاہوں کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان میں سے کسی کا بچہ بیمار تھا۔ اس نے اس کا طواف کیا اور دعا کی کہ میری زندگی اس کو مل جائے۔ پس جان قربان کرنے کا جو تخیل ہے وہ طواف کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ یہاں سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی رہے گی اور اس کے آستانہ کا بوسہ لیتی رہے گی۔ ایک طرف وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد کو تازہ رکھنے والی ہو گی اور دوسری طرف وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کو نہایت شان کے ساتھ ظاہر کرنے والی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی ایک قوم پیدا کر دی۔ صرف پہلے زمانہ میں ہی نہیں۔ صرف عرب میں بسنے والوں میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں اور قیامت تک ہر زمانہ میں جو ابراہیمی عشق اور جو ابراہیمی محبت اپنے رب کے لئے رکھنے والے ہوں گے اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانیاں دینے والے پیدا ہوں گے۔ ربانی انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں۔

(وبہ التوفیق)

درخواست دعا

خاکسار ماہ جولائی کے آخر میں مقیم دائمی جولائی میں پیرامیڈیکل ڈاکٹری کا کورس پٹنہ جا کر دینے والا ہے۔ تمام احباب جماعت درویشان کرام سے درخواست ہے کہ خاکسار کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرماویں کہ مولیٰ کریم محض اپنے فضل و کرم سے کامیاب کرے اور اسے میری دینی و دنیوی بہتری کا موجب بنا کر [illegible] کا امتحان دینے والا ہے [illegible]

پنجاب بجلی بورڈ کے ملازمین کی پانچ روزہ ہڑتال

(بقیہ صفحہ ۲)

جس پہ بگڑے مزاج کے افسر اڈیل رہے تھے۔ بتایئے دوسرے محکموں یا عام جنتا پہ کون قدغن لگا سکے۔!!

جب ہم ملک کی ایسی صورت حال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مختلف طبقات کی اپنے مطالبات منوانے کے لئے بے محابا جو تشدد کے طریق کے انداز پر غور کرتے ہیں تو ملک کے مستقبل کی نسبت دل بیٹھا جاتا ہے۔ بلاشبہ ہم وطنوں کے یہ لچھن اچھے نہیں۔ اگر سنجیدگی سے اس مسئلہ پر سوچا جائے تو ان کی یہ تمام حرکات محض بچپنے کو ظاہر کرتی ہیں۔ پختہ عقل کا مالک۔ اپنے ٹکٹ پر کو پہچان لینے والا عقلمند آدمی ایسا اقدام کیوں کرنے لگا جو ایک چھوٹی عمر کا ناتجربہ کار اپنی بات کو منوانے کی خاطر محض ضد کی راہ اختیار کرتا ہے بلکہ بسا اوقات مرنے مارنے اور گھر بار کی اشیاء کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے۔

آزادی ملے بیس سال ہو گئے اب ہمیں اپنے ملک کی تعمیر کو زیادہ مقدم کرنا چاہیئے اور ایثار و قربانی کے طریق پر عملدرآمد کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے ذاتی مفاد سے قومی اور ملکی مفاد زیادہ پیارے ہونے چاہئیں۔ کسی بھی قدم کے اٹھانے سے قبل سو بار سوچنا چاہیئے جس صورت میں کہ ہڑتالوں کی ایک خطرناک وبا مختلف شکلوں میں سارے ملک میں تباہی مچاتی پھرتی ہے کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی طبقہ میں تو ایسی صورت حال ملک کے ہر درد مند کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ بلا تاخیر اس سے نپٹنے کی طرف متوجہ ہوں۔ ہماری ناقص رائے یہ تو سب سے پہلے ہڑتال وغیرہ کی تقریبات کے لئے جو قانونی جواز ہے اس کو ختم کیا جانا چاہیئے۔ اور ہر صوبہ میں ہائی کورٹ یا اس سے بھی اونچی سطح کا ذی اختیار ٹریبونل مقرر ہو۔ جو تمام ایسے جھگڑوں اور مطالبات پر غور کرے۔ جس طبقہ کے افراد کو شکایت پیدا ہو اور محکمانہ طریق پر اس کی شنوائی پر غور نہ ہو تو اس ٹریبونل کی طرف رجوع کرے اور ٹریبونل کو پابند کیا جائے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین ماہ کے اندر اندر اپنا آخری ... فیصلہ ...

کرے اس عرصہ میں کسی طبقہ کو کام چھوڑنے یا ایسے طریق اختیار کرنے کی اجازت نہ ہو جس کے نتیجہ میں ملکی معیشت کو نقصان پہنچے۔ جو کوئی اس کا مرتکب ہو اسے عبرت ناک سزا دی جائے۔

لیکن اگر اس تجویز پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو کم سے کم ایسا کیا جائے کہ ان محکموں کے ملازمین کے لئے قانونی طور پر ہڑتال کرنا ممنوع قرار دیا جائے۔ ان میں محکمہ حمل و نقل ڈاک۔ پولیس۔ بجلی وغیرہ ہیں۔

بہر حال اب ملک کے ابتر حالات ریاستی حکومتوں بلکہ مرکز کو آواز بلند دعوت دے رہے ہیں کہ اپنے وطن کی محبت کے دعویدار ہو اور آزادی کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہو تو وقت کی نزاکت کو پہچانو۔ تبھی اس سے کہ ملک میں نظم و ضبط کے حالات زیادہ بگڑ جائیں اور تلافی ناممکن ہو جائے ابھی سے سنبھل جاؤ اور مضبوط ہاتھوں سے سر اٹھا رہی خرابیوں کو دور کرنے میں لگ جاؤ اگر آپ لوگوں نے ایسا نہ کیا اور وقت سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا تو بعد میں کف افسوس ملنا پڑے گا۔ ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور ملک کی تعمیر و ترقی اور مضبوطی کے لئے اشد ضروری ہے

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

وما علینا الا البلاغ

اعلان نکاح

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے ...ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزہ ... بیگم بنت ... حکیم ... آف ... کا نکاح ... اڑھائی ہزار روپیہ مہر عزیز مسعود احمد صاحب قریشی ولد قریشی حبیب احمد صاحب آف ... پڑھا۔ نکاح کے وقت چونکہ لڑکی کے ولی اور لڑکا حاضر نہ ہو سکے تھے اس لئے لڑکے کی طرف سے خاکسار اور عبدالحمید صاحب جو لڑکی کے ... ہیں اور ولی کی طرف سے مکرم عبد المعبود صاحب ... نے بطور وکیل ایجاب قبول کیا۔ محترم قریشی حبیب احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ دس روپے اعانت بدر

میں دیئے ہیں۔ موصوف کی دو بچیاں نصار ... درویش ان پولیس احمد صاحب اسلم اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔ اور عزیز مسعود احمد مکرم قریشی صاحب کا اکلوتا لڑکا ہے۔
احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین
خاکسار (حضرت مولانا) عبد الرحمٰن صاحب فاضل) امیر جماعت احمدیہ قادیان

تضمین بر کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو

از مکرم ایم۔ اے عزیز بیگ صاحب بدر مدراس

جہاں میں ... خدا ... اماں میں رہتے ہو — زمیں پہ بستے ہو پر آسماں میں رہتے ہو
خدا کے قرب خدا کی اماں میں رہتے ہو — خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیارِ مہدی آخر زماں میں رہتے ہو

ظہور جو ہوا تھا یہاں پہ شاہ قلم — جس سرزمیں سے تجدید پا رہے ہیں دھرم
خدا کی نعمتیں اتری ہیں بن کے ابر کرم — قدم پڑے کہ جس کو بنا چکے ہیں حرم
تم اس زمین کرامت نشاں میں رہتے ہو

خدا کا شکر کہ ہے تم پہ فضل یزدانی — تمہیں کو ملی جو کام میں ہے دست ربانی
تمہیں عطا ہوئی بندہ مسیح کی دربانی — خدا نے بخشی ہے اس دیار کی نگہبانی
اسی کی حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو

مبارکباد کہ مامور ہو گئے تم خدمتگزاری پہ — کمر باندھے ہوئے تیار ہو جاں سپاری پر
اس مقام مقدس کی حسن کاری پر — فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اگرچہ دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو

ترستی جن کے نہیں رند اپنے موٹے سے — تسکین جن پہ اترتی ہے عرش اعلےٰ سے
نزولِ انوار مسلسل ہے شجر طوبےٰ سے — فضا ہے جس کی معطر نفوس عیسےٰ سے
اسی مقام فلک آستاں میں رہتے ہو

تمہیں رضائے الٰہی ضرور ہو حاصل — خدا کا فضل خدائی نور ہو حاصل
تمہیں فراست و عقل و شعور ہو حاصل — نہ کیوں دلوں کو سرور ہو حاصل
کہ قرب خطۂ رشک جناں میں رہتے ہو

خدا نے تم کو عطا کی ہے نعمت عظمیٰ — تمہیں نصیب یہاں کی فضا و آب و ہوا
اور اپنے فضل سے سب کچھ خدا نے تم کو دیا — تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا
جوارِ مرقد شاہ جہاں میں رہتے ہو

زمانے باندھی ہیں تم ہی سے اپنی امیدیں — فلک سے تم پہ فدا ہو رہی ہیں ناہیدیں
لگائے بیٹھے ہیں ہم تم سے اچھی امیدیں — شبیں جہاں کی شب قدر اور دن عیدیں
جو ہم سے چھوٹ گیا تم اس جہاں میں رہتے ہو

عشاق کہ جو رہتے تھے یہاں فدا ہو کر — خدا کی تقدیس و تحمید میں فنا ہو کر
بچھڑے کچھ ایسے کہ وہ رہ گئے اکیلا ہو کر — کچھ ایسے گئے ہیں جو پژمردہ ہیں جدا ہو کر
انہیں بھی یاد رکھو گلستاں میں رہتے ہو

ایک کثیر حصہ کے دلوں میں بھی روشنی پیدا ہو چکی ہے اور لاکھوں سینے دل منور ہو کر آگے دوسرے دلوں کو بھی منور کر رہے ہیں اور ان کے دل بھی خدا تعالیٰ کی محبت سے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں۔ اور اپنی نسبت دوسری سب محبتوں پر غالب آ کر مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے ان سے شاندار قربانیاں کرا رہی ہے۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام محبت الٰہی سے اس قدر سرشار تھے کہ دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ اس کی وجہ سے ہر وقت خدا کی ذات میں فنا ہو چکے تھے۔ اور آپ پر ہر وقت محویت اور استغراق کا عالم طاری رہتا تھا اور آپ دنیا و مافیہا سے بے تعلق تھے اور اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی عالم بالا میں پہنچ چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو دیکھنے والوں کو خدا یاد آ جاتا ہے اور وہ بھی آپ کو یاد کر کے اس عالم میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے اور ان کے دل رقت سے بھر جاتے ہیں۔۔

۲۔ یہی حال آپ کی اس محبت کا تھا جو آپ کو اپنے مقتدا سے تھی یہ محبت بھی بے نظیر اور بے مثال تھی۔ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں مست ہوں اگر میری یہ محبت و عشق کسی کے خیال میں کفر ہے تو میں اسے بتا دینا چاہتا ہوں کہ خدا کی قسم میں اس لحاظ سے بڑا ہی سخت کافر ہوں۔ غرضیکہ آپ جس طرح خدا تعالیٰ کی محبت سے ہر وقت مخمور رہتے تھے اسی طرح آپ اپنے آقا کے عشق سے بھی مخمور پائے جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر آپ کو کسی کی پرواہ تھی تو وہ صرف اور صرف آپ کی ذات اقدس تھی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور آپ کے ذکر پر آپ کی آنکھیں اور دل دونوں ہی آنسو بہانے لگ جاتے تھے۔ اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ جس کی آنکھوں سے کسی بڑے سے بڑے حادثہ سے بھی کبھی ایک آنسو تک نہ گرتا تھا اس کی آپ کی محبت کی وجہ سے معمولی سے ذکر سے بھی آنکھیں آنسو بہانے لگ جاتی تھیں۔ آپ کے دعویٰ کے بعد سے آپ پر طرح طرح کے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مخالفوں نے ایذا رسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور آپ کو طرح طرح سے ستایا اور دکھ دیا۔ مگر آپ نے اسے برداشت کیا۔ اور یہ سب کچھ صرف اس محبت اور تعلق کی بناء پر تھا جو آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

تیرے منہ کی قسم اے میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

غرضیکہ یہ آپ کی محبت ہی تھی جو سب کچھ آپ سے برداشت کراتی تھی۔ اس محبت کے نتیجہ میں آپ کے اندر قربانی و ایثار۔ فدائیت و غیرت کا ایسا جذبہ پایا جاتا ہے کہ جس کی نظیر کسی اور میں تلاش کرنا عبث اور بیکار ہے۔ چنانچہ آنحضرت کی شان میں دشمنوں کے بہتانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔" (آئینہ کمالات اسلام)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اسی طرح مخالفین کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ وہ بھی ہو فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(ازالہ اوہام)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بڑے بھائی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ ایک لمبا عرصہ تک مخالف رہے اور دوسری خلافت میں داخل سلسلہ ہوئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق و عادات کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ ایک بات میں نے والد صاحب میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصہ سے آپ کی آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرت المہدی)

اس بارہ میں بہت سے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں جن کی اس وقت گنجائش نہیں جو دیکھنا چاہے وہ آپ کی سیرت کی کتب کی طرف رجوع کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ کا یہ شعر ہے کہ ؎

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ
اگر خواہی دلیل عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

(باقی)

فریضۂ حج اور زیارت حرمین شریفین کے بعد واپسی

اخویم محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۷ء کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے دہلی سے روانہ ہوئے تھے اس موقع پر دہلی کے احمدی اور غیر احمدی دوستوں نے اسٹیشن پر پہنچ کر دلی دعاؤں کے ساتھ آپ کو رخصت کیا تھا۔ چنانچہ فریضۂ حج کی ادائیگی اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۷ء کو آپ واپس تشریف لاتے۔ اسٹیشن پر احمدی و غیر احمدی دوست کثیر تعداد میں آپ کے استقبال کے لئے پہنچے ہوئے تھے ریل گاڑی سے اترنے پر احباب نے بکثرت پھولوں کے ہار آپ کو پہنائے۔ بغلگیر ہوتے اور مبارکباد پیش کی آپ کے گھر پر احمدی و غیر احمدی مستورات کا بھی خاصا اجتماع تھا۔ بہنوں کی طرف سے بھی پھولوں کے ہار آپ کو پیش کئے گئے۔ استقبال میں شامل ہونے والے احباب کافی دیر تک آپ کے گھر میں قیام پذیر رہے آپ نے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے روح افزا حالات احباب کو سنائے۔ اس کے بعد بھائیوں اور بہنوں کی کھانے سے تواضع کی گئی اور حرمین شریفین کے تبرکات سب میں تقسیم کئے گئے۔

مورخہ ۲۱ اپریل کو خطبہ جمعہ میں مولانا صاحب نے حج کی تفاصیل اور مکہ معظمہ کے روح پرور حالات بیان کئے آپ نے یہ بھی بتایا کہ امسال فریضہ حج کی ادائیگی میں مختلف جگہوں سے تقریباً ۱۰۲ احمدی احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ وہ احباب ہیں جن سے ملاقاتیں ہو سکیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض بھی اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اکثر احباب موصوف کی جائے قیام پر جمع ہو جاتے تھے جس وجہ سے ایک دوسرے سے بآسانی ملاقات ہو جاتی تھی۔

جماعت احمدیہ دہلی کے احباب اس مقدس فریضہ کی ادائیگی پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے اس حج کو قبولیت سے نوازے اور اسے آپ کے لئے آپ کے خاندان کے لئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے برکتوں کا موجب بنا دے اور آپ کو پیش از پیش اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

خاکسار
صوفی عبد الشکور
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ
دہلی

اہلِ پیغام سے دردمندانہ اپیل

اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

تاریخ کے اوراق میرے سامنے کھلے پڑے ہیں۔ اور میں سانحاتِ کربلا کا مطالعہ کر کے دردپیچ ڈوبا ہوا ہوں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ شاید مورخین کو ان تاریخی واقعات کی صحیح ترتیب میں کوئی غلطی لگ گئی تھی۔ شاید یہ کسی راوی کا اپنا دردناک خواب تھا جسے انہوں نے ایک واقعہ قرار دے کر مورخین کے حوالے کر دیا تھا۔ بار بار سوچتا ہوں کہ کیا ایسا ہونا ممکنات میں سے تھا؟ میرا دل ان واقعات کے تصور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو رہا ہے اور دوہائی دے رہا ہے کہ نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیحد پیارے اور محبوب نواسے حضرت حسین رض اور ان کے سارے خاندان کے مقابلہ پر مسلمان کہلانے والے ہی اکٹھے ہو جائیں۔ نہ صرف اکٹھے ہو جائیں ... بلکہ ادب و احترام کے تمام تقاضوں کو فراموش کر کے ان کے سامنے ہاتھ اٹھائیں۔ انہیں تپتے ہوئے میدانوں میں پانی حاصل کرنے کی ایک ادنیٰ سی انسانی ہمدردی سے محروم کر دیں۔ اور پھر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ان چند بھوکے پیاسے جگر گوشوں کے سروں پر تلواروں کے بے رحمانہ وار کر کے ان کی لاشوں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھ کر خوشیاں منائیں۔ کیا واقعی وہ لوگ مسلمان تھے جو رسول اللہ کے محبوب نواسے سے برسرِ پیکار ہوئے تھے۔ کربلا کی شہادتِ عظمیٰ کے سارے واقعات کو اول سے آخر تک پڑھ لینا بھی بڑے دل گردے کا کام ہے۔ کیونکہ جابجا انسان دل تھام کر بیٹھ جاتا ہے اور ایک ایک سطر پر لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ ایک ایک واقعہ پر خون کے آنسو روتا ہے اور وہ بے اختیار دہائی دینے لگتا ہے کہ ان لوگوں کو آخر کیا ہو گیا تھا کہ انہوں نے سرورِ دو عالم کے لختہائے جگر کو اس بیدردی اور بے رحمی سے قتل کیا کہ ظلم بھی کانپ اٹھتا ہے کیا ان نام نہاد مسلمانوں میں سے کوئی بھی اہلِ دل نہ تھا جو زبان یا ہاتھ سے اس عدیم المثال ظلم کو منصۂ شہود پر آنے سے روک دیتا

کیا وہ اتنے سنگدل وحشی تھے کہ حضرت حسین جیسے معصوم نواسۂ رسول کی مبارک گردن پر انہوں نے تلوار چلائی۔ اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے پیٹ نیزوں کی انیوں سے چاک کئے۔ کیا وہ اتنے بے حیا اور بے درد تھے کہ انہوں نے خانوادۂ رسول کے سروں کو نیزوں پر اچھالا۔ کیا انہیں یہ خیال تک نہ آیا کہ وہ اپنے نبی آنحضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر ظلم کر رہے ہیں۔ آخر انہیں کیا ہو گیا تھا کہ انہوں نے ادب و احترام اور انسانیت کے تمام تقاضوں کو فراموش کر کے ظلم و ستم اور بے ادبی و بے حیائی کا راستہ اختیار کیا۔

میں حیرت و استعجاب میں ڈوبا ہوا بیحد حزن و ملال کے ساتھ یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ قوم جو رسولِ اکرم کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ دیتی تھی اور بطور تبرک اپنے چہروں پر مل لیتی تھی۔ وہ حضور کا پسینہ نکلنے سے پہلے اپنا خون بہا دینے کو تیار رہتی تھی۔ وہ قوم جو حبِ رسول میں سراسر فنا تھی اور وہ قوم جو رسول اللہ کے اشارہ ابرو پر سر کٹا دینے کو تیار رہتی تھی اسے آخر کیا ہو گیا تھا کہ وہ حضور کے نواسے پر حملہ آور ہوئی۔ کیا رسول اللہ سے اس کی عقیدت اس وقت عنقا ہو گئی تھی۔ کیا ان سب کے ضمیر مردہ ہو چکے تھے۔ کیا ان سب کے دل پتھر کے بے حس ٹکڑے بن کر رہ گئے تھے۔ وہ ہاتھ جو چند سال قبل بیعتِ رسول کے لئے آگے بڑھے تھے وہ کیونکر تلواریں تھامے حضرت حسین رض اور خانوادۂ رسول کی طرف بڑھے۔

جی نہیں چاہتا کہ تاریخِ اسلام کے اس عظیم خونریزی کو درست تسلیم کروں۔ عقل اس حادثہ کی صحت کو باور کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتی۔ مگر کیا کروں تاریخ کے اوراق میرے سامنے کھلے پڑے ہیں۔ روایاتِ متواترہ اس حادثۂ فاجعہ کو درست قرار دے رہی ہیں۔ اور ساری دنیائے اسلام اسے ایک حقیقتِ ثابتہ یقین کرتی ہے۔ لہٰذا ماننا ہی پڑتا ہے کہ سانحۂ کربلا اپنی ساری تفاصیل کے ساتھ درست ہے

وائے افسوس! اس سفید خون پر جس نے خانوادۂ رسول کا سرخ خون بہایا۔ اور عقیدت و انسانیت کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال کر بہیمیت کا راستہ اختیار کیا۔ آج دنیا کا ہر مسلمان شمر اور یزید پر لعنتیں بھیجتا ہے اور رہتی دنیا تک اہلِ اسلام کی لعنتیں ان کے لئے وقف ہو چکی ہیں۔ ہائے افسوس! قیامت کے روز جب حضرت حسین رض کے نانا ان ملعونوں سے پوچھیں گے کہ تم نے میرے محبوب نواسے کا سر اپنی تلواروں سے کیوں قلم کیا۔ تم نے میرے لختِ جگر کی لاش کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے کیوں روند ڈالا۔ تم نے میرے خاندان کے معصوم و بے گناہ بچوں کو کیوں شہید کیا۔ تو وہ کیا جواب دیں گے؟ وہ ملعون اپنی بدبختی پہ جہنم کو گئے اور قیامت تک مسلمان ان پر لعنت بھیجا کریں گے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ سانحہ کربلا کا محرک دراصل یہ جذبہ تھا کہ یزید اور اس کے ہمنوا اقتدارِ خلافت پر بلا استحقاق قابض ہونا چاہتے تھے۔ اور یہی وہ نقطۂ مرکزی ہے جس نے یزیدیوں کے دلوں سے انسانی اقدار کو یکسر محو کر دیا۔ تاریخ میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ یزیدی فوجوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے عظمتِ رسول کے واسطے دے دے کر یزیدیت کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے اور خود بھی نامساعد حالات کے ریلے میں بہتے چلے گئے۔ اور شہیدِ کربلا کے یہ درد بھرے الفاظ بھی کسی پر کوئی اثر نہ کر سکے کہ

"لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو۔ سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو۔ کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا۔ اس کے عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا سید الشہداء حضرت حمزہ رض میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟ کیا ذوالجناحین جعفر الطیار میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تم نے رسول اللہ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے "سیدا شباب اہل الجنۃ" (جنت میں نوجوانوں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو بتلاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھو۔ ابو سعید خدری سے پوچھو۔ سہیل بن سعد ساعدی سے پوچھو۔ انس بن مالک سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی۔ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا بلا واسطہ نواسہ ہوں۔ کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے؟ کسی کا خون بہایا ہے؟ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا کیا قصور ہے؟"

تاریخ بتاتی ہے کہ یہ درد میں ڈوبے ہوئے الفاظ بھی یزیدیت کے جنون کو زائل نہ کر سکے اور آخر بدبخت تخت اور اقتدار کے بھوکوں نے اپنی بدبختی سے وہ کچھ کیا جو واقعہ کربلا کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور تاریخِ اسلام کا ایک خونیں باب بن گیا۔ کاش مسلمان کہلانے والے اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے والے رسولِ اکرم کے جگر گوشوں پر ظلم نہ ڈھاتے۔ کاش! امتِ مسلمہ میں یزیدیت کے جراثیم پیدا نہ ہوتے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ مثیلِ محمد کا مبارک زمانہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کا مبارک دور میرے سامنے ہے۔ اور میں تاریخِ احمدیت کے اس دور کا مطالعہ کر رہا ہوں جو بالخصوص مارچ ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا۔ اور جس میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ میں نے سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وہ خطبات پڑھے ہیں جن میں حضور رض نے بعض ایسے اشخاص کو مخاطب فرمایا ہے جو خلافت کی بیعت کرنے کے باوجود خلافت کے بارہ میں نکتہ چینیاں کرنے کے عادی تھے۔ حضرت خلیفہ اول رض کے ان خطبات میں بڑی وضاحت بڑی شدت اور بڑے جوش اور تلخی کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے جو بیعتِ خلافت

کرنے کے بعد اپنے گلے سے طوقِ بیعت اتار دینا چاہتے تھے اور اقتدار کی ہوس میں اپنی نکتہ چینیوں اور ریشہ دوانیوں کے بل پر ایسا مکدر فضا پیدا کر دینا چاہتے تھے۔ کہ ساری جماعت تشتت و افتراق کا شکار ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی درد بھرے مگر بڑے ہی جلالی انداز میں ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔

"خدا تعالیٰ کی منشاء کو کون جان سکتا ہے اُس نے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور اس نے آپ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کُرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں .... اے لوگو تم ادب کرنا سیکھو کیونکہ تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کرو۔ مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے.. ...... خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

"جب میں مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفہ اولؓ ۔ [illegible]

کو خبردار کیا مگر وہ لوگ اندر ہی اندر اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے تا آنکہ مارچ ۱۹۱۴ء میں وہ کھل کر خلافت کے مقابل آ گئے اور ابتداء میں تو صرف مسئلہ خلافت پر اپنی پوری توجہات پیش کرتے رہے۔ مگر پھر انہوں نے تعصب کا جامہ اتار کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ میں ان دلخراشیوں کی درمیانی کڑیوں کو نہیں چھیڑنا چاہتا۔ اور نہ ہی مسئلہ خلافت کی بحث کو چھیڑنا چاہتا ہوں کیونکہ جہاں تک مسئلہ خلافت کا تعلق ہے جماعت لاہور کے پاس اس کا کوئی جواب قیامت تک نہیں ہے کہ انہوں نے ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء سے ۱۴ رمارچ ۱۹۱۴ء تک عملاً قولاً فعلاً اس مسئلہ کو قبول کیا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کے رُو سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قائل رہے لیکن حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جب ان کے بزعم غلط خواہش کو سرداری نہ مل سکی تو سرداری کی تلاش میں لاہور چلے گئے اور لاہور چلے جانے کے بعد ان کا خون سفید ہو گیا!

اور اس طرح سفید ہوا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اپنے دلوں میں محسوس کر رہے ہیں کہ کربلا کے میدان میں جو کچھ حضرت حسین رض اور آپ کے ساتھیوں اور شاہزادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا تھا یہاں متواتر ۵۲ سال سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش آ رہا ہے۔

اور اب پھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دورِ احمدیت کی تاریخ کے اوراق میرے سامنے کھلے پڑے ہیں۔ اور میں حیرت و استعجاب میں ڈوبا ان کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں غیر مبائعین کے ہفتہ وار اخبار "پیغام صلح" کو پڑھتا ہوں۔ ان کے دوسرے لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہوں اور ڈوب جاتا ہوں درد و غم کی ایک متلاطم کیفیت میں۔ اور سوچتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیرو کہلا کر ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کے ساتھ یہ سلوک کیوں ہے۔ کیوں وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادگان اور پوتوں کو ہدفِ اعتراض بناتے ہیں۔ کیوں وہ ان سب کی مخالفت پر کمربستہ ہیں کیوں وہ ان کے حق میں اتنے گستاخ ہیں کہ دوسرے تمام مخالفین اور اعداء سے بڑھ کر وہ گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو ایسے ایسے الفاظ میں یاد کرتے ہیں کہ ہر ایک دردمند دل رکھنے والا انسان تڑپ تڑپ جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ کیا لاہوری جماعت میں کوئی ایسی اثر و رسوخ رکھنے والی ہستی نہیں جو ایسے گستاخوں کو زبان یا ہاتھ سے روک سکے کیا ان میں سے کسی ایک کے ضمیر سے بھی یہ آواز نہیں اُٹھتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد کی مخالفت پر کمربستہ ہو جانا کوئی شیوۂ دینداری نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے مبشر اولاد ہے اور اولاد در اولاد بھی "اک سے ہزار ہوویں" کی درد بھری دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ تو کیا لاہوری جماعت کے کسی فرد نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ آخر ان کے ضمیر کیوں مُردہ ہو گئے ہیں۔ آخر وہ عقیدت و ادب جو ایک مطاع اور اس کے متعلقات کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ ایک مرید یا پیرو کو ہونا چاہیئے وہ کہاں چلا گیا۔ کیا وہ مقدس اور برگزیدہ وجود جو احمدیت کی حقانیت کے لئے چمکتے ہوئے نشان ثابت ہوئے ان کی قدر و قیمت آپ کے نزدیک اتنی ہی ہے کہ ان سب کے خلاف زبانِ طعن دراز کی جائے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی یہ سب تو صداقتِ احمدیت کے منور اور روشن نشان ہیں۔ ارے ظالمو! کبھی آپ نے سوچا کہ آپ اپنے مطاع کی ان مبشر و مقدس اولادوں کے حق میں بعید گستاخانہ کلمات استعمال کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مجنوں نے ایک کتے کے پاؤں محض اس لئے چومے تھے کہ وہ کبھی کبھی لیلیٰ کی گلی میں چلا کرتا تھا (کہ گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود) مگر آپ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا مطاع تسلیم کر کے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ کر کے حضور کی محبوب اولادوں کے خلاف دشنام طرازی کرتے ہیں قادیان اور اہلِ قادیان اور خاندانِ نبوت کے نام آپ گالی کے طور پر استعمال کرتے ہیں آخر آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں آپ کے اندر سے کوئی آواز اُٹھ کر آپ کو ایسی مذموم حرکات سے نہیں روکتی۔ کیوں آپ کے ضمیر آپ کو ملامت کرنے کے قابل نہیں رہے۔ آخر آپ وہ کردار کیوں ادا کر رہے ہیں جو احمدیت کے بڑے بڑے معاندین نے بھی ادا نہیں کیا تھا۔ آپ جو کچھ اپنی کتابوں اور اخبارات کے صفحات پر لکھتے ہیں اسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ تو اس لئے کہ آپ احمدی کہلا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور حضور کے مخلص خادموں کو بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اور کچھ اس لئے کہ قیامت کا روز یاد کر کے آپ کی عاقبت کا خیال آ جاتا ہے۔ کہ آخر آپ قیامت کے روز کونسا منہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روبرو ہوں گے۔ کیا آپ اس وقت بڑے فخر کے ساتھ یہ کہیں گے کہ ہم نے آپ کے اس موعود فرزند کے خلاف جنگ کرنے میں زندگیاں گزار دی تھیں جسے آپ نے اپنا یوسف قرار دیا تھا۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ ہم ساری عمر آپ کی مبشر اولادوں کی مخالفت پر کمربستہ رہے؟ کیا آپ یہ کہیں گے کہ ہمارا کارنامہ یہ ہے کہ ہم احمدیت کے مخالفین کو جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف ابھارتے رہے؟ آخر آپ کیا منہ دکھائیں گے خدا تعالیٰ کو اور اس کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو۔؟

کیا آپ میں سے کوئی بھی صاحبِ دل آپ سے یہ سوال نہیں کرتا کہ جب تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیرو کہلاتے ہو تو حضور کے قائم کردہ مرکز۔ مولد و مسکن اور مدفن اور آپ کی اولادوں کے ساتھ کیوں تعلق پیدا نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف کیوں برسر پیکار ہو۔ کیوں ان پر گالیوں کے تیروں کی بوچھاڑ کرتے ہو؟

پھر کیا آپ میں سے کوئی ایک بھی نہیں جس نے حادثہ کربلا کی تفاصیل کا مطالعہ کیا ہو؟ خدا کے لئے سوچیئے اور للہ غور کیجئے کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ اپنے ضمیروں کو ٹٹولیے اور خالی بالطبع ہو کر غور کیجئے کہ کہیں آپ راستہ سے بھٹک تو نہیں گئے ہیں۔ قادیان کی مقدس بستی ۵۲ سال سے آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ خلافت کی آغوش اب بھی چشم پوشی اور درگذر کرنے کے لئے آپ کو سینے سے لگانے کے لئے وا ہو سکتی ہے۔ آیئے کہ دیکھئے توبہ کے کواڑ ابھی کھلے ہیں۔

درخواست دعا۔ عبدالحمید شریف صاحب احمدی ساگر پر ایک مقدمہ دائر ہے جس میں کامیابی اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال

وصولی بقایاجات اور صحیح تشخیص بجٹ کی طرف خاص توجہ دی جائے

یکم مئی ۱۹۶۷ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے گذشتہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو عنقریب بھجوائی جا رہی ہے جس کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ متعدد جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں اور بعض جماعتوں نے ذمہ کئی سالوں کی رقوم بقایا چلی آرہی ہیں ایسے بقایاجات کی وصولی تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جب کہ جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدیداران ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ بقایادار اور نادہندہ احباب کو بار بار جھنجھوڑیں اور اس وقت تک دم نہ لیں کہ جب تک کہ وہ بیدار ہو کر اپنی مالی ذمہ داری کو عملی طور پر ادا کرنا شروع نہ کر دیں۔

بنیادی طور پر جو بات جماعتی چندوں میں غیر معمولی اضافہ کا باعث ہوسکتی ہے وہ بجٹ کی صحیح تشخیص اور نادہندگان کے متعلق موثر کارروائی کرنا ہے۔ لیکن بہت سی جماعتیں اول تو نادہندہ احباب کو بجٹ میں شامل کرنے سے گریز کرتی ہیں اور اگر کسی کا نام رکھتی ہیں تو بجائے اصل آمد کے مطابق پوری شرح سے بجٹ بنانے کے جو چندہ وہ کوئی لکھوا دے وہی بجٹ میں لکھ لیا جاتا ہے اسی طرح بے شرح اور نادہندہ احباب کی اصلاح میں روک واقع ہوتی ہے اور آمد لازمی چندہ جات میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔

دوسری اہم بات نظام وصیت میں شمولیت ہے اور مرکز کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ حصہ جائیداد موصیان اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کر دیں اس تحریک کا اعلان بیشتر ازیں بذریعہ اخبار بدر اور سائیکلوسٹائل تحریک متعدد بار کیا جاچکا ہے لیکن تاحال بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ دی ہے۔

جس حد تک بقایادار احباب کا تعلق ہے اُن کی طرف فوری توجہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مندرجہ ذیل تاکیدی ارشاد درج کیا جاتا ہے

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت بالخصوص عہدیداران اور مبلغین کرام اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف کما حقہٗ توجہ دیں اور جملہ سست اور کمزور اور بقایادار احباب کی اصلاح کے لئے فوری طور پر کوشش فرماویں تاکہ نئے مالی سال میں نہ صرف موجودہ چندہ کی ادائیگی ہوسکے بلکہ ساتھ کے ساتھ سابقہ بقایا کی خاطر خواہ وصولی بھی ممکن ہوسکے۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت مرکز کے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے اپنے مالی فرائض کی طرف متوجہ ہو کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سب کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر رہے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ تحریک جدید کا معیار

(۲ قسط)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے ارشادات

۱۔ "اگر کوئی شخص اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف دے دیتا ہے مثلاً اس کی تنخواہ سو روپیہ ماہوار آمد ہے تو وہ پچاس روپیہ وعدہ لکھوا دے تو سمجھا جائے گا کہ اس نے اچھی قربانی کی ہے۔ اگر وہ ایک ماہ کی پوری آمد یعنی سو کی سو ہی بطور وعدہ لکھوا دے تو ہم سمجھیں گے کہ اس نے تکلیف اٹھا کر قربانی کی ہے۔" (خطبہ جمعہ ۱۲/۲/۵۴ء)

۲۔ "تحریک جدید کی آمد میں کمی ہے خصوصاً دفتر دوم کے چندہ میں توقع کے مطابق وصولی نہیں ہو رہی اور وعدے بھی حیثیت کے مطابق نہیں لکھائے جا رہے۔ عام طور پر غلط اثر پیدا ہو گیا ہے کہ تحریک جدید میں شمولیت کے لئے ۵/- روپے دے دینا کافی ہے۔ لیکن حضور کا منشاء یہ نہیں ہے بلکہ مخلصین سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ ماہوار آمد کے ۲۰ فی صدی کا وعدہ لکھوا دیں۔ اور پانچ روپیہ ان لوگوں کے لئے مقرر کئے گئے تھے جو انتہائی درجہ پر کم حیثیت کے لوگ تھے۔ اس لئے کارکنان تحریک جدید اور عہدیداران جماعت پوری کوشش کریں جو منشاء اس تحریک کا ہے اور تحریک جدید کے بڑھتے ہوئے کام کو مدنظر رکھتے ہوئے چندہ کو اس معیار پر لانا ضروری ہے۔" (فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۶۳ء)

۳۔ "رپورٹ وکیل الاعلیٰ کہ وکالت علیا کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضور پُرنور نے آج سے تیس سال پہلے تحریک جدید کا اجراء فرمایا تو اس مالی جہاد میں شمولیت کے لئے اقل ترین چندہ ۵/- روپے مقرر فرمایا چنانچہ یہ شرح آج تک جاری عمل ہے۔ آج تیس سال بعد جبکہ روپیہ کی قیمت بہت گر چکی ہے اور تحریک جدید کے اخراجات میں غیر معمولی وسعت واقع ہو چکی ہے اس شرح کو بڑھانے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ دفتر دوم میں شامل ہونے والوں کا رجحان زیادہ تر اقل ترین شرح کی طرف ہے جس کے باعث دفتر دوم خاطر خواہ ترقی نہیں کر رہا۔ ان حالات میں حضور سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تحریک جدید کے دفتر دوم کی اقل ترین شرح ۵/- روپیہ کی بجائے ۱۰/- روپیہ منظور فرمائی جائے۔ اس پر حضور نے فرمایا

"ٹھیک ہے اعلان کر دیا جائے۔"

(ریڈ فائل پیش نمبر ۶۲ ب مورخہ ۱۸/۳/۶۴ء)

فرائض عہدیداران

"ہر شخص کے پاس جماعت کے سیکرٹری اور صدر صاحبان پہنچیں اور دیکھیں کہ کوئی شخص اس تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے یا کوئی شخص ایسا ہے جس نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا۔ اس کے متعلق میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کے موقعہ پر بھی بتا دیا تھا کہ ہر شخص اپنی ماہوار آمد کا چوتھا۔ نصف ۳/۴ یا اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے تو مہینہ کی ساری آمد تحریک جدید میں دے۔"

حیثیت سے کم وعدہ کرنیوالوں کے متعلق

"کجا وہ لوگ تھے جنہوں نے پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمد تحریک جدید میں دے دی اور کجا تم ہو کہ اپنی ماہوار آمد ہے جو ایک ہزار روپیہ ہے صرف پانچ روپیہ اس تحریک میں دیتے ہو...... ان کی قربانیوں کا تو ہمیں مجلسوں میں اظہار کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔" (خطبہ جمعہ ۲۳/۱/۵۴ء)

جملہ احباب و عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کی روشنی میں اپنے وعدہ چندہ تحریک جدید کا جائزہ لیں اور اس کو جلد جلد پورا کرنے کی کوشش فرماویں۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

نماز جنازہ غائب - قادیان ۲۸ اپریل آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی

۱۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رضی صحابی حضرت مسیح موعودؑ۔ ۲۔ والدہ صاحبہ محمد خلیل صاحب ساکن آسنور کشمیر۔ (۳) بشیر احمد صاحب قادیان کی نانی صاحبہ رحمۃ کت وسید محمد شریف شاہ صاحب قادیان

یہ مت خیال فرمایئے

اگر آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا اور وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے تو آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے کار یا ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہوسکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

فون نمبر:- 23—1662 23—5222

تار کا پتہ:- Autocentre

خبریں

چنڈی گڑھ ۱۰ یکم رمئی - پنجاب اور ہریانہ پرانت میں بجلی بورڈ کے ملازموں کی ہڑتال سے جو نقصان ہوا ہے اس کا پورا اندازہ لگانے میں کچھ دیر لگے گی۔ تاہم ابتدائی تخمینہ کے مطابق دونوں پردیشوں میں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ہڑتال کے بارے میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ صنعتی اور تجارتی اداروں کے علاوہ ہسپتالوں پر بھی بہت برا اثر پڑا ہے چنڈی گڑھ کے پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں پتہ لگا ہے کہ انسٹی ٹیوٹ کے نارمل کام میں شدید خلل واقع ہوا۔ بہت سے مریضوں کو سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ ریفریجریٹر نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ اس لئے جمع کیا گیا بہت سا خون خراب ہو گیا۔ اور اس کو ضائع کرنا پڑا۔ پنجاب اور ہریانہ کے دوسرے ہسپتالوں میں مریضوں کے پریشان ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔

جالندھر یکم رمئی سرکاری حلقوں سے پتہ چلا ہے کہ پنجاب سرکار نے یکم مئی سے گندم کی خرید شروع کر دی ہے۔ چونکہ فی الحال منڈیوں میں گندم بہت کم مقدار میں آ رہی ہے۔ اس لئے کئی منڈیوں میں ابھی سرکاری خرید شروع نہیں ہوئی۔ سرکاری حلقوں سے پتہ چلا ہے کہ پنجاب سرکار نے گندم کا نرخ ۷۶ روپے سے ۹۰ روپے فی کوئنٹل منظور کر دیا ہے۔ پنجاب سرکار نے گندم کے نرخوں میں مزید کمی نہ ہو سکنے کے مقصد سے مارکیٹ میں ۹۰ روپے کوئنٹل کے بھاؤ منڈیوں میں آنے والی گندم خریدنے کے احکام جاری کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی تک سرکاری طور پر اعلان نہیں ہوا گیا۔

فیروز پور یکم رمئی - پنجاب کے وزیر خزانہ ڈاکٹر بلدیو پرکاش نے یہاں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ پنجاب سرکار نے منڈیوں میں آنے والی ساری میکسیکن گندم خریدنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کسانوں کو ان زیادہ چھانٹ دینے والی گندم کی زیادہ سے زیادہ قیمت مل سکے اور آئندہ یہ گندم بونے کے سلسلہ میں ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

چنڈی گڑھ یکم رمئی - ہریانہ سرکار نے صوبہ کی منڈیوں سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں گندم خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ وہ گندم کا ریزرو سٹاک بنا سکے۔ سرکاری عام دیسی گندم ۷۶ روپے کوئنٹل سے ۸۰ روپے کوئنٹل تک خریدی جائے گی۔ میکسیکن گندم ۷۰ روپے سے ۷۶ روپے فی کوئنٹل تک خرید کی جائے گی۔ ہریانہ کے ڈائریکٹر محکمہ خوراک شری دی پی جوہر نے بتایا کہ ہریانہ سرکار اس بات کو پیش نظر رکھے گی کہ ہریانہ کے کسان کو پنجاب کے کسان کی نسبت دو تین روپے کوئنٹل زیادہ ملیں۔

بھوپال یکم رمئی - آچاریہ کرپلانی گونا کے حلقہ سے لوک سبھا کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کانگرس کی امیدوار شریمتی سبھدرا جوشی کو ایک لاکھ ۸۳ ہزار ووٹوں سے شکست دی ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے اعداد و شمار کے مطابق آچاریہ کرپلانی نے ایک لاکھ ۲۸ ہزار ووٹ حاصل کئے جبکہ شریمتی سبھدرا جوشی کو صرف ۴۴ ہزار ووٹ ملے۔ اس حلقہ میں ضمنی چناؤ گوالیار کی راج ماتا کے استعفےٰ کی وجہ سے کرایا گیا ہے۔

چنڈی گڑھ یکم رمئی آج پنجاب اور ہریانہ دونوں کے سنچائی منتریوں نے بتایا کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کے بجلی بورڈ توڑنے کے امکانات کا جلد جائزہ لیں گے۔ سنچائی منتری پنجاب سردار گورنام سنگھ نے اخباری نامہ نگاروں سے بات چیت کے دوران میں کہا کہ بورڈ کا کوئی فائدہ نہیں اور میں ہمیشہ ہی ایسے بورڈ قائم کرنے کے کبھی حق میں نہیں رہا۔ چونکہ بورڈ ایک مرکزی قانون کے تحت بنا ہے اس لئے صوبائی سرکار اسے یکطرفہ طور پر نہیں توڑ سکتی لیکن میں اس کی آئینی پوزیشن کا جائزہ لوں گا۔

نئی دہلی یکم رمئی - کل عیسائیوں کے پیشوا پوپ پال کی طرف سے پردھان منتری کو بہار ریلیف فنڈ کے لئے کل ایک لاکھ روپے کا چیک پیش کیا گیا۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے عوام سے اپیل کی کہ وہ بہار، مشرقی اتر پردیش اور قحط زدہ دیگر علاقوں میں اپنے دیش کے لوگوں کے دکھ تکلیفوں کو پردھان منتری خشک سالی امدادی فنڈ میں فراخدلی سے چندہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تک ہمیں سرکاری و انفرادی چھوٹی اور بڑی امدادوں کی شکل میں تقریباً ۹۲ لاکھ روپے حاصل ہو چکے ہیں جن میں سے ۵۵ لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کی حیثیتوں اور اس سے بھی زیادہ دلوں سے اپیل کرتی ہوں۔

ارشاد سیدنا حضرت اقدس فضل عمر رضی اللہ عنہ

ابتداء سے انبیاء کرام قربانیوں کی تحریک برابر کرتے رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی تحریک نہیں جو آپ لوگوں سے کی جاتی ہے یا یہ کہ یہ وقفِ جدید کی تحریک بھی کوئی نئی تحریک نہیں ہو آج ہم آپ سے کر رہے ہیں اس تحریک کا خدا تعالیٰ کے فضل سے دسواں سال گذر رہا ہے اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وقفِ جدید کے کارکن بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے کام کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے جذبہ وقف جدید والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے اتنی علم کی ضرورت نہیں جتنا یہ امر ضروری ہے کہ انسان میں جذبہ موجود ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بارہ میں بعض مبلغوں سے بھی بڑھ گئے ہیں"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:-

"یہ تحریک صرف اس شخص کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کرنا اپنے لئے برکت اور احسان اور فضل سمجھتا ہے جو سب کچھ دینے کے باوجود یہ یقین رکھتا ہے کہ اس نے خدا اور اس کے دین پر احسان نہیں کیا بلکہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے کہ اس نے اسے خدمتِ دین کی توفیق بخشی۔ پس ہر شخص جو کہتا ہے کہ اس تحریک میں شمولیت اس کے لئے بوجھ ہے میں اسے کہتا ہوں کہ تم چپ رہو جب تک خدا تعالیٰ تمہارے ایمان کو درست نہ کر دے اس وقت تک تم ایک پائی بھی نہ دو اور پھر دیکھو خدا اس سلسلہ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے"

چونکہ وقف جدید کے مالی سال کے چار ماہ گذر رہے ہیں جن جماعتوں یا افراد نے اب تک وعدے نہیں بھجوائے ہیں وہ اپنے وعدوں کے ساتھ ادائیگی کر کے اپنی گذشتہ کوتاہیوں کا ازالہ اس رنگ میں بھی فرما دیں۔

جن جماعتوں یا افراد کے وعدے دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ ان کی فہرست بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں ارسال کر دی گئی ہے دوسری فہرست بھی زیرِ ترتیب ہے۔

عہدیداران و افراد جماعت جلد توجہ فرماویں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم محمد سلیمان صاحب احمدی ہماچل پردیش نے اپنے دوسرے لڑکے کی تولید گی کی خوشی میں چار روپے مساجد فنڈ اور تین روپے اعانت بدر کے لئے بھجوائے ہیں۔ اور دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فرزند کو خادم دین، صحت و سلامتی والا بنائے۔ آمین۔

۲۔ مسماۃ جدہ بیگم صاحبہ کنہ پور نے اپنی مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست کی ہے انہوں نے صدقہ کے لئے پانچ روپے بھجوائے ہیں۔

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

قبر کے عذاب سے
بچو!
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد